فجر کی سنتیں کس وقت پڑھنا افضل ہے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:HAB-0196 تاریخ:03-10-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سنتِ فجر پڑھنا کس وقت افضل ہے؟ کیا اذانِ فجر سے پہلے ہی اس کا پڑھ لینا بہتر ہے؟ زید کا کہنا ہے اذان سے پہلے پڑھنا افضل ہے، کیونکہ ملفوظات شریف میں ہے:"عرض: سنت الفجر اول وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے؟ ارشاد: اول وقت پڑھنا اَولیٰ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: جب انسان سوتا ہے، شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے۔ جب صبح اُٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وُضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی، تیسری بھی کُھل جاتی ہے، لہٰذا اول وقت سنتیں پڑھنا اَولیٰ ہے۔" **(ملفوظات حصہ 3 ص352)**

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فجر کی سنتیں بالکل اول وقت میں پڑھ لینا افضل ہے اگرچہ اذانِ فجر نہ ہوئی ہو۔ اس بارے میں رہنمائی فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سنتِ فجر اذانِ فجر کے بعد ہی ادا کرنا افضل ہے کہ ان سنتوں کا وقت اذان و اقامت کے درمیان ہی ہے۔ اول وقت سے مراد بھی یہی ہے کہ اذان ہوتے ہی اسے ادا کر لیا جائے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ سنتِ فجر کے حوالے سے فقہائے کرام نے صراحت کے ساتھ

لکھا ہے کہ ان کا وقت اذان واقامت کے درمیان ہے ۔نیز سنت قبلیہ سے ایک مقصود اذان واقامت کے مابین فصل بھی ہوتا ہے ، اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اذان کے بعد سنت فجر ادا کی جائیں، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ ان کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے یا فجر کے فرضوں کی طرح روشنی میں پڑھنا افضل ہے۔راجح قول یہی ہے کہ اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا سنتِ فجر ادا فرمانے کا طریقہ یہی ہوا کرتا تھا کہ آپ اذانِ فجر کے بعد یہ سنتیں ادا فرمایا کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتے ہیں:"قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سكت المؤذن بالأولى من صلاة الفجر قام، فركع ركعتين خفيفتين قبل صلاة الفجر بعد أن يستبين الفجر، ثم اضطجع على شقه الأيمن، حتى يأتيه المؤذن للاقامة "ترجمہ:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب موذن نماز فجر کی پہلی اذان سے فارغ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو کر دو رکعت خفیف نماز فجر سے قبل اور صبح صادق چمک جانے کے بعد ادا فرماتے پھر اپنی سیدھی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ موذن اقامت کیلئے آتا۔

(صحیح البخاری، جلد1، ص128، رقم الحدیث، 626، طبع دار المنهاج)

امام مسلم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے روایت کردہ الفاظ یہ ہیں:"عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي فيما بين أن يفرغ من صلاة العشاء وهي التي يدعو الناس العتمة إلى الفجر، إحدى عشرة ركعة، يسلم بين كل ركعتين، ويوتر بواحدة، فإذا سكت المؤذن من صلاة الفجر، وتبين له الفجر، وجاءه المؤذن، قام فركع ركعتين خفيفتين، ثم اضطجع على شقه

الأيمن، حتى يأتيه المؤذن للاقامة" ترجمہ: نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نمازِ عشا جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں، سے فارغ ہونے کے بعد سے نماز فجر کے درمیان گیارہ رکعات نماز پڑھتے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور ان کو ایک رکعت سے طاق بنادیتے تھے، پھر جب مؤذن اذان فجر سے خاموش ہوتے اور ان کے لیے صبح صادق واضح ہوجاتی اور وہ حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہوتے، تو حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بیدار ہوکر دو رکعت ہلکی نماز ادا فرماتے؛ پھر اپنی سیدھی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن اقامت کے لیے آجاتا۔

(صحیح مسلم، جلد1، صفحہ508، رقم الحدیث536، مطبوعہ دار الکتاب العربی)

سنتِ فجر کا مقام اذان واقامت کے درمیان ہے، جیسا کہ مبسوط سرخسی میں ہے: "ان موضعهابين الأذان والإقامة" ترجمہ: ان کا اصل مقام اذان واقامت کے درمیان ہے۔

(المبسوط، جلد1، ص162، طبع دار المعرفة، بیروت)

مغرب کے علاوہ باقی نمازوں میں اذان واقامت کے درمیان سنن کے ذریعے فصل کرنا مستحب ہے۔ محیط برہانی میں ہے: "قال في الجامع الصغير: ويجلس بين الأذان والإقامة إلا في المغرب، وهذا قول أبي حنيفة، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما اللهُ: يجلس في المغرب أيضاً جلسة خفيفة يجب أن يعلم بأن الفصل بين الأذان والإقامة في سائر الصلوات مستحب. واعتبر الفصل في سائر الصلوات بالصلاة، حتى قلنا: إن في الصلوات التي قبلها تطوع مسنون أو مستحب، فالأولى للمؤذن أن يتطوع بين الأذان والإقامة.ولم يعتبر الفصل في المغرب بالصلاة، لأن الفصل بالصلاة في المغرب يؤدي إلى تأخير المغرب عن أول وقته، وتأخير المغرب مكروه، وقال النبي عليه السلام: لا تزال أمتي بخير ما لم يؤخروا المغرب إلى اشتباك النجوم ويؤيده

قولہ علیہ السلام: بین کل أذانین صلاۃ إلا المغرب، وأراد بالأذانین الأذان والإقامۃ، وإذا لم يفصل بالصلاة في المغرب يتأدى بفصل "ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں فرمایا کہ مؤذن اذان واقامت کے درمیان بیٹھے سوائے مغرب کے۔۔۔ اور یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے، اور صاحبین نے فرمایا کہ مغرب میں بھی کچھ دیر بیٹھے گا، تاکہ یہ جان لیا جائے کہ تمام نمازوں میں اذان واقامت کے درمیان فصل کرنا مستحب ہے اور تمام نمازوں میں نماز ہی کے ذریعے فصل کرنا معتبر ہے، یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ جن نمازوں سے پہلے سنت یا مستحب نماز ہے، تو ان میں مؤذن کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اذان واقامت کے درمیان نفل پڑھ لے اور مغرب میں نماز کے ذریعے فصل کرنے کا اعتبار اس لئے نہیں کیا کہ مغرب میں نماز کے ذریعے فصل کرنا مغرب کو اس کے اول وقت سے مؤخر کرنے کی طرف لے جائے گا اور مغرب کو مؤخر کرنا مکروہ ہے اور نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میری امت بھلائی پر رہے گی جب تک کہ وہ مغرب کو ستاروں کے قریب قریب ہونے تک مؤخر نہ کریں اور اسی کی تائید حضور پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان کرتا ہے کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے سوائے مغرب کے اور اس میں دو اذانوں سے مراد اذان واقامت ہے اور جب مغرب میں نماز کے ذریعے فصل نہیں کیا جائے گا، تو معمولی وقفہ کے ساتھ اس کی ادائیگی کی جائے گی۔

(المحیط البرھانی، جلد1، صفحہ346، طبع دار احیاء التراث ملتقطا)

جب اذانِ فجر ہو جائے، تو اس کے فوری بعد سنتیں پڑھنا افضل ہے یا تاخیر کے ساتھ اِسفار میں؟ اس میں علماء کے دونوں طرح کے قول ہیں۔ افضل جلدی پڑھ لینا ہے جیسا کہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ملفوظات کی عبارت میں مذکور ہے۔

خلاصۃ الفتاوی میں ہے: "والسنة في ركعتي الفجر ثلاث (إلى أن قال) والثانية أن

يأتي بهما أول الوقت"ترجمہ: فجر کی دو سنتوں میں تین باتیں سنت ہیں: (ان میں سے) دوسری بات یہ ہے کہ ان سنتوں کو اول وقت میں ادا کیا جائے۔

(خلاصۃ الفتاوی، جلد1، صفحہ61، طبع کوئٹہ)

فتاوی بزازیہ میں ہے:"ويأتي بهما في أول الوقت"ترجمہ: ان سنتوں کو اول وقت میں ادا کرے۔ (الفتاوی البزازیہ، جلد1، ص28، طبع بیروت)

فتاوی تاتار خانیہ میں الحاوی کے حوالے سے ہے:"قال الإمام الزاهد عبد الجبار: المستحب أن يؤدی رکعتي الفجر قريب الفريضة"ترجمہ: امام زاہد عبد الجبار فرماتے ہیں: مستحب یہ ہے کہ سنت فجر کو فرض کے قریب ادا کیا جائے۔

(الفتاوی التاتارخانیہ، ج2، ص305، طبع کوئٹہ)

در مختار میں ہے:"الإسفار بسنة الفجر أفضل وقيل لا"سنت فجر میں اسفار افضل ہے اور ایک قول یہ ہے کہ (اسفار افضل) نہیں۔

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر میں ہے:"قوله: (وقيل لا) ظاهر حكايته بقيل ان الاول هو المعتمد، وهو الذی يقتضيه ما فی المحيط ويؤيد القيل ما فی البحر عن الخلاصة ان سنة الفجر تختص بثلاثة اشياء منها انه ياتی بها اول الوقت"ترجمہ: شارح علیہ الرحمۃ کا قول کہ کہا گیا ہے کہ افضل نہیں، شارح کا اس کو قِیۡلَ کے ساتھ حکایت کرنے کا ظاہر یہ ہے کہ پہلا قول معتمد ہے، اور یہ وہی ہے جس کا محیط میں موجود مسئلہ بھی تقاضا کرتا ہے اور قِیۡلَ والے قول کی تائید وہ بات کرتی ہے جو بحر میں خلاصہ سے منقول ہے کہ سنت فجر تین چیزوں کے ساتھ خاص ہے ان میں ایک یہ ہے کہ ان کو اول وقت میں ادا کیا جائے گا۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، ج02، ص416، دار الکتب العلمیۃ)

مراقی الفلاح کے حاشیہ میں اول وقت کو ترجیح دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:"

والأفضل في سنة الفجر أداؤها في أول الوقت مع التخفيف وقيل يفضل الاسفار

"ترجمہ: سنت فجر میں افضل یہ ہے کہ اسے اول وقت میں ادا کیا جائے اور مختصر پڑھا جائے اور ایک قول یہ ہے کہ روشنی کر کے پڑھنا افضل ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ 258، طبع مصر)

واللہ اعلم عزوجل و **رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

کتبـــــــــــــــہ

ابو حمزہ محمد حسان عطاری

16 ربیع الاول 1445ھ/03 اکتوبر 2023ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے